# اجتہاد میں تلفیق کا مقام اور عصرِ حاضر میں اس کی ضرورت

**The value of Talfique in Ijtihād and the need for it in modern era**

**Abdul Aziz**
PhD Scholar, Shariah Department, Allama Iqbal Open University, Islamabad
abdulazizb9@gmail.com

**Dr. Ghulam Yousaf**
Ex-Chairman, Shariah Department, Allama Iqbal Open University, Islamabad
drghulamyousuf@yahoo.com

**ABSTRACT**

Adopting different parts of one issue in one chapter or adopting of different opinions of Islamic Jurists in different issues of different chapters called TALFĪQUE. In modern times, science and technology have changed all aspects of human life. Especially the complexities are arising in International laws, commercial laws, individual matters and Islamic financial institutes. It is not only difficult but impossible to solve the entire complexities of financial and other matters, and to adopt in the compliance of one school of thoughts. Therefore in order to solve these different problems it is necessary resort TALFĪQUE (Combination) of views of different schools of thoughts. Because the Islamic jurists have eliminated the matters according to the circumstances of their time, now in the modern age keep in view the same principle to how that can be applied to current issues. But what is the origin of this type of *Ijtihad* and what is the limitation for it. This article will discuss on this issues.

***Key Words:*** *Ijtihad*, Talfīque, Shari'ah Compliance, current Issues

# اجتہاد میں تلفیق کا مقام اور عصرِ حاضر میں اس کی ضرورت

## تمہید

نئے آنے والے مسائل میں ایک مجتہد کو نئی صورت میں اجتہاد کرنا ہوگا یا اس مسئلہ میں تلفیق سے کام لینا ہوگا۔ اس کے لئے اجتہاد اور تلفیق کی ضرورت کب ہے؟ تلفیق عصر حاضر کی ایک اہم بحث ہے، جس سے مراد یہ ہے کہ ایک فقہی مسلک کا حامل شخص بوقت شدید ضرورت کیا وہ دوسرے مسلک کا قول اختیار کر سکتا ہے؟ اگر اس کو اختیار کر لیتا ہے تو اسے فقہاء تلفیق کہتے ہیں۔

کسی ایک مسئلہ کے مختلف اجزاء میں ایک باب کے مختلف مسائل، یا مختلف ابواب میں مختلف فقہاء کے اقوال و مذاہب کو اختیار کرنا تلفیق کہلاتا ہے۔ اس دور جدید میں سائنس اور ٹیکنالوجی کے زمانے میں انسانی زندگی کے تمام شعبوں میں تبدیلی آئی ہے، خاص کر شخصی احوال، معاشی اور تجارتی معاملات، مختلف ممالک کے قوانین اور سودی مالیاتی اداروں کے ہوتے ہوئے اسلامی مالیاتی اداروں کے لئے بہت سی پیچیدگیاں اور مسائل پیدا ہو رہے ہیں۔ اسلامی مالیاتی اداروں کو ان نئے اور پیچیدہ مسائل کا حل اور پورے مالیاتی نظام کو اسلامی قالب میں ڈھالنے کے لئے کسی ایک فقہی مذہب کو اختیار کرنا اور اسی میں رہ کر ان تمام جدید معاشی مسائل کا حل تلاش کرنا اور ان کو جدید معاشی نظام میں قابلِ عمل بنانا، صرف مشکل ہی نہیں بلکہ ناممکن ہے۔ مثلاً دور جدید تجارت میں بیع سلم، قبل قبضہ اور مضاربت، بنکوں اور مالیاتی اداروں کا جائز اور ناجائز منافع، شخصی احوال میں قیدیوں کے مسائل، مفقود شخص کے احوال، نابالغ بچوں کے طلاق کے مسائل اور علاج معالجے کے جدید صورتیں شامل ہیں۔ اسلئے ان تمام معاشی ودیگر مسائل کے حل کے لئے "تلفیق بین المذاہب" کا سہارا لینا ہوگا؛ کیونکہ مختلف فقہاء ائمہ نے اپنے اپنے زمانے کے احوال کے مطابق مسائل کی تخریج کی ہے، اب جدید دور میں انہی اصول کو پیشِ نظر رکھ کس طرح جدید مسائل کو ان پر منطبق کیا جائے۔ اس مقالے میں اس قسم کے اجتہاد پر بحث کی جاتی ہے۔

**تلفیق کا لغوی معنی:**

تلفیق باب تفعیل سے مصدر کا صیغہ ہے، جو لفق سے مشتق ہے، مجرد میں اس کا باب ضرب ہے۔ کہا جاتا ہے: لفق الثوب جس کے معنی ہیں ایک کپڑے کو دوسرے کے ساتھ ملا کر سی دینا۔ مختلف اشیاء کو ملا کر ایک بنا دینے کو اہل لغت تلفیق کا نام دیتے ہیں۔ جیسے تلافق القوم کا معنی تلائمت امورھم کہ ان کے معاملات باہم ملے جلے ہیں۔ اسی لئے ایسی دو چیزیں جو دائمی ملی ہوئی ہوں انہیں لفقان کہا جاتا ہے، تلفیق کا لفظ اپنی وضع کے لحاظ سے باب تفعیل لَفَّقَ یُلَفِّقُ اور ثلاثی مزید فیہ سے یہ لفق ماخوذ ہے اس کے معنی کپڑے کے دونوں حصے ملا کر سلائی کرنا ہے، کبھی اس کے معنی ضم کرنے کے اور کبھی ملائمت کے بھی آتے ہیں۔[1]

کسی چیز کو طلب کرنا اور اس کو نہ پانا ہے۔ مختلف چیزوں کو ملا کر اس طرح ترتیب دینا کہ وہ ایک چیز بن جائے اور ایک ترتیب پر آجائے اس عمل کو بھی تلفیق کہتے ہیں۔[2]

لغوی لحاظ سے دو مختلف چیزوں کو یا الگ الگ چیزوں کو کسی خاص مقصد کے لئے جمع کر دینے کا نام تلفیق ہے۔[3]

جبکہ علماء حدیث نے بھی اس لفظ کو استعمال کیا ہے جس کے معنی ملانے کے ہیں جیسے "علم تلفیق حدیث" ہے۔ متعارض احادیث کو ملا کر اور ان کے درمیان تاویل سے مناسبت پیدا کرنے کا نام تلفیق حدیث ہے۔

فقہاء نے بھی اس لفظ کو اپنی اصطلاح میں استعمال کیا ہے مثلاً صاحب ہدایہ مرغینانیؒ نے بھی لغوی معنی میں استعمال کیا ہے۔ "لان التزویج للتلفیق" ترجمہ۔ نکاح زوجین کو ملانے کے لئے ہے۔[4]

فقہاء کرام نے تلفیق کو ضم کے معنی میں استعمال کئے ہیں، جبکہ متاخرین فقہاء کے نزدیک تتبع الرخص کی اصطلاح استعمال ہوئی ہے۔

**اجتہاد:**

"اجتہاد: کے لغوی معنی ہیں، کسی بھی کام کو مکمل کوشش وجہد کے ساتھ اس کی منزل تک پہنچا دینے کو کہتے ہیں۔ اس کا اصطلاحی مفہوم اس طرح بن جاتا ہے کہ کسی بھی فقہی مسئلے میں قرآن وسنت اور سابقین کے فتاوی اور فیصلے بھی اگر خالی ہیں تو اس صورت میں مختلف فقہی اصول کے مطابق اس کے جائز صورت نکالنے کے لئے کوشش کرنے کا نام اجتہاد ہے۔

**تلفیق کی حقیقت:**

ایک فقہی مسلک کو جزوی طور پر چھوڑ کر کے دوسری فقہی مسلک کی طرف التفاط کرنا اہل فقہاء اور اصولین کے نزدیک یہ "تلفیق" کہلاتا ہے۔

ایک فقہی مسلک کا مقلد فرد بوقت شدید ضرورت کسی دوسرے فقہی مسلک کے قول کو اختیار کرتا ہے تو فقہاء اپنی زبان میں اسے تلفیق کہتے ہیں۔ یعنی ایک فقہی مذہب کو جزوی طور پر ترک کر کے دوسرے فقہی مذہب کی طرف رجوع کرنا علماء اصولین کے ہاں "تلفیق" کہلاتا ہے۔

**تلفیق کے اصطلاحی تعریف:**

محمد رواس قلعی جی نے اس کی تعریف اس طرح بیان کیا ہے، کوئی ایسا کام کرنا جس کے تحت تمام مسالک کے آراء اس طرح جمع ہو جائے کہ کسی بھی فقہی مسلک کے نزدیک درست قرار دینا ممکن نہ رہے۔(5)

ڈاکٹر وھبہ الزحیلیؒ نے ان الفاظ میں تعریف کی ہے۔ ایسی حالت پیدا کرنے کا نام ہے جسے کسی بھی مجتہد نے اختیار نہ کیا ہو یا کوئی بھی مجتہد اس کا قائل نہ ہو۔(6)

عبادات میں مثال ہے: کسی حنفی کے ہاتھ سے خون نکل آیا، فقہ حنفی میں اس کا وضو ٹوٹ گیا اس پر اس نے فقہ شافعی اختیار کی کیونکہ فقہ شافعی میں خون کے بہنے سے وضو نہیں ٹوٹ جاتا ہے، پھر اس کا ہاتھ غیر محرم کے ساتھ لگ گیا جس پر فقہ شافعی میں اس کا وضو ختم ہوا، وہ حنفی ہوا کیونکہ احناف کے یہاں

مس ہاتھ سے وضو نہیں ٹوٹ جاتا ہے اس نے اس حال میں نماز پڑھ لی تو اس کی یہ نماز کسی بھی امام کے مطابق درست نہیں۔ اس کا ایک ہی کام میں مختلف ائمہ کے اندر چلنا عمل تلفیق ہے۔

تلفیق اور تتبع الرخص کی تعریف اس طرح بھی کی گئی ہے۔ تلفیق نفس پرستی کی بناء پر شرعی رخصتوں کو تلاش کرنے کا نام تلفیق ہے۔[7]

بعض فقہاء نے اپنی خواہشات کے لے مسلکی رخصتوں کے تلاش کو تلفیق کہا ہے۔[8]

مولانا ظفر احمد عثمانیؒ کہتے ہیں ضرورت کے وقت تقلید شخصی کے ترک کرنے کا نام تلفیق ہے۔[9]

اسلامی فقہ میں تلفیق کے معنی ہے کہ مسلمان فقہاء کے مختلف آراء میں سے اپنی پسند کی رائے اختیار کرنے کا نام ہے۔

دور حاضر کے ممتاز محقق عالم مولانا خالد سیف اللہ رحمانیؒ تحریر کرتے ہیں کہ۔ تلفیق کو بطور اصطلاح کے استعمال دسویں ہجری کے بعد کے متاخرین علماء نے شروع کیا ہے۔[10]

فقہاء کی ایک بڑی جماعت نے کہا ہے: "ایک فقہی مذہب سے دوسرے فقہی مسلک کی طرف جانا" الفاظ سے تعبیر کیا ہے۔[11]

یعنی تلفیق فقہی مذاہب کے حدود میں رہتے ہوئے امت کو پیش آمد مشکلات سے نکالنے کے لئے آسان مسائل کا حل تلاش کر کے ان پر عمل کرنا اور یہ مجتھد کے لئے جائز ہے کہ بعض مسائل ایک امام سے لے اور بعض دوسرے امام سے لے جس کو فقہی زبان میں تلفیق الحکم کہتے ہیں۔

ان تمام تعریفات یا الفاظ کا خلاصہ یہ نکل آتا ہے کہ اصولیین اور فقہاء کی اصطلاح میں کسی مخصوص مسئلے میں ایک مخصوص فقہی مسلک یا مجتھد کی رائے کو چھوڑ کر کسی دوسرے مجتھد یا فقہی مسلک کو اختیار کر لینے کا نام تلفیق ہے۔

تلفیق کی اصطلاحی تعریفات میں علماء سے اپنے اپنے انداز میں کمی بیشی کے ساتھ منقول ہیں۔

"التلفيق ان الاخذ فى الاحكام الفقهية بقول أكثر من مذهب فى أبواب متفرقة أو باب واحد أو فى أجزاء الحكم الواحد." [12]

ترجمہ: "تلفیق یہ ہے کہ احکام فقہیہ میں ایک سے زائد مذاہب کو مختلف ابواب، یا ایک باب، یا ایک مسئلہ کے مختلف اجزاء میں جمع کر دینا۔"

گویا کہ اس تعریف کے مطابق تلفیق کی تین صورتیں ہیں:

(1) مختلف ابواب میں تلفیق کرنا جیسے نماز میں ایک امام کے اقوال پر عمل کرنا اور اور زکوۃ میں دوسرے امام کے مذہب کو اختیار کرنا۔

(2) ایک باب میں مختلف ائمہ کے اقوال پر عمل کرنا جسے وضو کے طریقہ کار میں حنفیہ کے مذہب کو اختیار کیا اور غسل میں شوافع کے اقوال کو لے لیا۔

(3) ایک ہی مسئلہ کے مختلف اجزاء میں مختلف مذاہب کو جمع کر دینا جسے وضوء کرتے ہوئے صرف چند بالوں کا مسح شافعیہ کے مذہب کے مطابق کیا اور پھر مس امرۃ میں حنفیہ کے مذہب کو اختیار کیا۔

## تلفیق کا حکم:

تلفیق کی یہ تمام صورتیں علماء کے ہاں اصطلاحی تلفیق کی ہیں، اور ان کے جواز اور عدم جواز میں کافی تفصیلی مباحث موجود ہیں، خاص کر آخری صورت میں کافی شدت پائی جاتی ہے۔ کیوں کہ تلفیق تقلید ہی کی ایک صورت ہے چنانچہ اس کا جواز اور عدم جواز اس بحث پر موقوف ہے کہ کسی معین فقہی مذہب کی تقلید ضروری ہے یا نہیں؟ اس بارے میں تمام علماء کے تین نقطہ نظر سامنے آتے ہیں۔

## مطلق عدم جواز:

بہت سے علماء ہر قسم کی تلفیق کے عدم جواز کے قائل ہیں، ان میں ابو المعالیؒ، امام الحرمین عبد الملک الجوینیؒ، علی بن محمد الکیا الھراسیؒ اور محمد بن احمد السفارینیؒ عدم جواز کے قول میں مشہور ہیں۔ ان حضرات کی مشہور دلیل یہ ہے کہ اس سے تکالیف شرعیہ کا خاتمہ ہو جائے گا اور بعض دفعہ حرام چیز حلال ہو جائے گی۔ (13)

**مطلق جواز:**

بعض علماء تلفیق کو مطلقاً جائز قرار دیتے ہیں۔ ان میں کمال الدین علامہ ابن ہمامؒ، محمد امین بن محمود امیر بادشاہؒ اور علامہ ابن عابدینؒ کے نام مشہور ہیں۔ ان حضرات نے بہت سے دلائل دیئے ہیں جن کا حاصل یہ ہے کہ تلفیق میں آسانی ہے جو شریعت اسلامیہ میں پسندیدہ ہے، اور صحابہؓ و تابعین کا عمل بھی اس کے جواز پر دال ہے، نیز شریعت میں کہیں بھی اس کی ممانعت وارد نہیں ہوئی، لھذا تلفیق مطلقا جائز ہے۔(14)

**مشروط جواز:**

اہل علم کی ایک کثیر جماعت تلفیق کو چند شرائط کے ساتھ جائز قرار دیتی ہے، ان میں شیخ الاسلام ابن تیمیہؒ، ابن قیم جوزیؒ، علامہ احمد بن ادریس القرافیؒ، حافظ خلیل العلائیؒ، عبد الرحمن بن یحی المعلمیؒ، شاہ ولی اللہؒ، ڈاکٹر وھبۃ الزحیلیؒ اور موجودہ دور کے بہت سے محققین علماء شامل ہیں، ان حضرات کے بھی وہی دلائل ہیں جو مطلقا جواز کے قائلین کے ہیں البتہ ان حضرات میں سے بعض نے تلفیق کے جواز کے لئے ایک، بعض نے دو اور بعض نے دو سے زیادہ شرائط لگائی ہیں۔(15)

**تلفیق کے جواز کے شرائط:**

(1) تلفیق اس وقت جائز ہو گا جب اس کی واقعی حاجت اور ضرورت ہو گی، اتباع خواہش یا تکلیفِ شرعی سے بچنے کے لئے نہ ہو۔

(2) مسئلہ ملفوقہ کی مرکب صورت کی مخالفت پر اجماع نہ ہو، مثلا ایک آدمی امام شافعیؒ کے مذہب کے مطابق کہتا ہے کہ نبیذ اور خمر حکم میں برابر ہیں، پھر امام ابو حنیفہؒ کے مذہب پر عمل کرتے ہوئے کہتا ہے کہ نبیذ حلال ہے۔ اور کیوں کہ یہ دونوں امام شافعیؒ کے نزدیک حکم میں برابر ہیں لھذا خمر بھی حلال ہے۔ تو ایسی تلفیق باطل اور حرام ہے۔

(3) تلفیق کے جواز کی ایک شرط یہ ہے کہ وہ مقاصد و مزاجِ شریعت کے مخالف نہ ہو۔ جیسے ایک شخص ولی، مہر اور گواہوں کے بغیر نکاح کرتا ہے، اور بالترتیب امام ابو حنیفہؒ، امام

شافعیؒ اور امام مالکؒ کی تقلید کا دعویٰ کرتا ہے۔ تو یہ تلفیق ناجائز ہے، کیوں کہ یہ مزاج شریعت کے مخالف ہے ۔اس میں کئی مفاسد پائے جاتے ہیں۔ مثلاً عورت کے حق کا ضیاع، تہمت اور زنا کی بہت زیادہ آسانی۔

(4) قضائے قاضی کی مخالفت نہ ہو رہی ہو۔ کیوں کہ قاضی کا حکم رافعِ اختلاف ہے۔

**(5)** پانچویں شرط یہ ہے کہ مسئلہ کی صورت مرکبہ کو مبتلاء بہ یا مفتی حالات حاضرہ کے مطابق راجح اور درست سمجھتا ہو۔(16)

## اجتہاد کا طریقہ کار:

جب کوئی نیا مسئلہ پیش آجائے تو ضروری ہے کہ اس مسئلے سے مطلق سابقہ فقہاء کا طریق کار کیا رہا ہے اس کے لئے کون سی مثالیں مل سکتی ہیں، جو کسی منصوص مسئلے کے ساتھ تصادم تو نہیں ہے، کیا شریعت میں ایسا کوئی اصول مل سکتا ہے جس کی روشنی میں اس کو حل کیا جائے۔ اس لحاظ سے دیکھا جائے تو اجتہاد کی دو قسمیں ہیں: اجتہاد مطلق اور اجتہاد مقید۔

**اجتہاد مطلق:** وہ اجتہادی مسائل ہیں جو بالکل نئے ہیں ان کے بارے میں اجتہادی مثالیں تاریخ میں موجود نہیں ہیں، جیسے جدید مسائل آلات جدیدہ کے استعمال وغیرہ۔

**اجتہاد مقید:** ان مسائل سے متعلق ہیں جو ماضی قریب میں وارید ہوئے ہیں ان پر اجتہادی مثالیں تاریخ میں موجود ہے۔ مثلاً نئے ٹیکس وغیرہ.

## اجتہاد کی ضرورت واہمیت:

اجتہاد کی ضرورت اس وقت پیش آتی ہے کہ جب کوئی نئی صورت یا مسئلہ پیش آجاتا ہے یا دنیا میں کوئی نئی چیز ایجاد ہوتی ہے، ظاہری نصوص اس کے متعلق خاموش نظر آئے تو اس وقت اس کا شرعی حکم معلوم کرنے کے لئے اجتہاد کی ضرورت ہوتی ہے، جن کا وجود اور استعمال پہلے زمانہ میں نہیں تھا تو اس وقت مجتہد فقہاء حدود شرعیہ کے اندر اس کا حکم معلوم کرلیتے ہیں ایسے وقت میں اجتہاد

کی ضرورت پیش آتی۔ اگر علماء اس وقت اجتہاد کر کے اس کا حکم معلوم نہ کرے تو عوام الناس میں دین کے متعلق بے چینی بڑھ جائے گی،

اور ان نئے مسائل کا ایک زمانہ تک حلال اور حرام کا چرچا ہو تا ہے، اور پھر یہ آوازے مد ھم ہو جاتی ہیں، مثلا لاوڈ اسپیکر کا استعمال، ریڈیو اور ٹیلی فون کے ذریعے رویت ہلال کی خبر، انتقال خون کا مسئلہ، روزہ کی حالت میں انجکشن اور عمری قیدی کی بیوی کا فسخ نکاح کا مسئلہ وغیرہ ایسی صورت میں اجتہاد کی اہمیت بڑہ جاتی ہے جیسے پہلے زمانہ میں مساجد کا پختہ بنانے کا مسئلہ رہا پھر وہ ختم ہوا اس کے بعد منزلوں کا مسئلہ کا عروج پر رہا وہ اپنے وقت کے ساتھ جواب دے گیا۔

**تلفیق کی صورتیں:**

تلفیق کی دو صورتیں ہیں۔ اجتہاد مرکب میں تلفیق اور تقلید میں تلفیق اجتہاد مرکب میں تلفیق کی صورت یہ کہ دو سے زائد مجتہد کسی مسئلہ میں اجتہاد کریں اس کے نتیجے میں دو یا اس سے زائد اقول اور آراء مل جائے۔ اس کے بعد ایک دوسرا مجتہد آئے اور وہ اس مسئلہ پر اجتہاد کرے اور وہ ہر ایک کی رائے اور اجتہاد سے کچھ کچھ حصہ لے لے یہ اس کا مجموعہ مرکب اس کا مذہب بن جائے گا۔[17]

التلفیق فی تقلید۔ اس کی صورت اس طرح ہے کہ ایک مقلد ایک مسئلہ میں ایک مجتہد کی تقلید اور دوسرے مسئلہ میں دوسرے امام کی تقلید کرے، اسے تلفیق فی تقلید کہتے ہیں۔

**تلفیق کی حدود اور دائرۂ کار:**

تلفیق کے لئے بھی حدود مقرر ہیں۔ احوال شخصی، جنایات اور عبادات وغیرہ کے مسائل تک محدود ہے جو کہ اجتہادی، ظنی اور فروعی مسائل ہوں جن کے متعلق کوئی دلیل قطعی یا نص وارد نہ ہو، جن مسائل میں پہلے سے نص اور دلیل قطعی موجود ہے اس میں اجتہاد اور تلفیق کا عمل دخل نہیں ہے۔ جہاں تک عقائد ایمان اور اخلاقی مسائل کا تعلق ہے یہ تلفیق کے دائرہ سے خارج ہیں۔

مختصر یہ کہ تلفیق کا حدود اور دائرہ انہی اجتہادی اور ظنی مسائل تک محدود ہے جن تک تقلید کا دائرہ مقرر ہے۔ تلفیق تقلید کی فرع ہے۔ حضور ﷺ اپنی امت کے لئے تخفیف اور آسانی کو بہت پسند فرماتے تھے۔[18]

علامہ ابو السعود العمادی حنفیؒ(م983ھ) نے اپنے فتوی میں تلفیق کو جاءز قرار دیا ہے۔[19]

علامہ نجیم المصریؒ نے فرمایا ہے کہ تلفیق جائز ہونا مذہب کا مختار مسئلہ ہے۔[20]

علامہ قرافی مالکیؒ، امام شافعیؒ کے تلامیذہ اور احناف کے راجح قول کے مطابق ابن ہمامؒ اور صاحب مسلم الثبوتؒ فرماتے ہیں کہ رخصتوں کے تتبع کرنا درست ہے کیونکہ شریعت اسلامی میں اس کی مخالفت نہیں ہے اس کی دلیل یہ ہے کہ حضور ﷺ کو جب بھی دو کاموں میں سے اختیار دیا جاتا تو آپ آسانی کو پسند کرتے تھے اگر وہ گناہ کا نہ ہوتا۔[21]

ڈاکٹر وھبہ زحیلیؒ نے لکھا ہے کہ فقہاء مالکیہ کے ہاں درست اور راجح بات یہ ہے کہ تلفیق جائز ہے۔[22]
کیونکہ اس میں رفع مشقت ہے۔

علامہ الزرکشیؒ (م794ھ) نے لکھا ہے کہ "اشد ضرورت کے تحت مذہب غیر کی تقلید سے رخصت حاصل کرنا ہے تو جائز ہے"۔[23]

ظفر احمد عثمانیؒ (م1394ھ) نے القواعد لعلوم الفقہ میں لکھا ہے کہ "مجتہدین کے اقوال کے مابین تلفیق اگر بالاجماع باطل ہو تو جائز نہیں ورنہ جائز ہے۔ اس کی صورت یہ ہے کہ ایک آدمی نے وضو کے بعد پچھنے لگوائیے اور عورت کو چھوا اور بغیر تجدید وضو کے نماز پڑھی تو یہ نماز بالاجماع باطل ہے۔[24]

امام زرکشیؒ نے فقہی قاعدہ ذکر کیا ہے "الامر اذا ضاق اتسع"[25]

ڈاکٹر وہبہ زحیلیؒ نے علامہ طرطوسیؒ کا قول نقل کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ "حنابلہ قاضیوں نے ایسے احکام بھی نافذ کئے جن میں تلفیق پر عمل ہوا ہے۔[26] حدیث مبارکہ میں ہے کہ اختلاف امتی رحمت سے ایک مذہب سے دوسری مذہب کی طرف جانے کا جواز ملتا ہے۔[27]

حضرت شاہ ولی اللہؒ (م1176ھ) ذکر کرتے ہیں کہ۔ امام ابو یوسفؒ اور امام محمدؒ عیدین میں ابن عباسؓ والی تکبیرات ادا کرتے تھے کیونکہ ہارون الرشید کو اپنے دادا ابن عباسؓ کی تکبیرات پسند تھی۔ [28]

اس سے یہ بات معلوم ہوا کہ صاحبین عام ضرورت، اجتماعیت کو قائم رکھنے کے لئے اور مسلمانوں کو انتشار و خلفشار سے بچانے کے لئے دوسرے مذہب کو جزوی طور پر اختیار کرنے کو جائز جانتے تھے۔

عزالدین بن عبد الاسلامؒ (م660) لکھتے ہیں صحابہؓ کے دور سے لے کر فقہی مذاہب کے ظہور تک لوگ اپنے اپنے معاملات اور واقعات سے متعلق مختلف علماء سے دریافت کرتے تھے، ان پر کوئی انکار نہیں کرتا تھا کہ اس نے رخص کا اتباع کیا ہے یا عزائم کا۔ [29]

اجتہادی رائے کب قائم ہوگی؟

اس کی بھی دو صورتیں ہیں:

**پہلی صورت:۔** افراد کے ذاتی معاملہ میں رائے قائم کرلینا، دوسرا۔ اجتماعی معاملہ میں رائے قائم کرلینا ذاتی معاملہ میں وہ فرد خود بھی رائے قائم کر سکتا ہے، مثلاً اپنا خون کا عطیہ کرنا اور نہ کرنا۔

**دوسری صورت:۔** اجتماعی معاملہ میں رائے قائم کرنا ہر فرد کا کام نہیں ہے، بلکہ ارباب علم و دانش جو کہ کسی مسئلے کو قانونی شکل دے سکتے ہیں۔ جیسے حصص کی خرید فروخت۔

## تلفیق سے متعلق جواز اور عدم جواز کے اقوال

### تلفیق کے عدم جواز کے اقوال:

ایسے مسائل جو ضروریات دین سے تعلق رکھتے ہیں جن پر مسلمانوں کا اتفاق اور ان کا منکر کافر ہوتا ہے ایسے مسائل میں تلفیق درست نہیں ہے اور وہ تلفیق جو حرام چیز کو حلال کرنے کا سبب بنے وہ بھی درست نہیں ہے جیسے زنا، سود اور شراب وغیرہ۔ وھبہ الزحیلی نے خیال ظاہر کیا ہے کہ ساتویں ہجری سے پہلے اس پر گفتگو نہیں کیا جاتا تھا۔ [30]

ڈاکٹر وہبہ الزحیلی نے حافظ ابن حجر کے حوالے سے کہتے ہیں کہ تلفیق کے جائز نہ ہونے پر اجماع ہے:

"وقال ابن حجر وغیره القول بجوازالتلفیق خلافالاجماع" (31)

ترجمہ۔ حافظ ابن حجر اور بعض علماء نے کہا ہے کہ تلفیق کے جائز ہونے کا قول اجماع کے خلاف ہے۔ صاحب در مختار حصکفی حنفیؒ کہتے ہیں ان کے باطل ہونے کا اجماع بیان کرتے ہوئے کہتے ہیں۔ "تلفیق کیا ہوا حکم اجماع کی بنیاد پر وہ باطل ہے اور عمل کرنے کے بعد تقلید سے رجوع کرنا بھی بالاتفاق باطل ہے اور یہ مذہب مختار ہے۔"(32)

کچھ تلفقات ایسی بھی ہیں جو خود تو باطل نہیں ہیں مگر آنے والی عوارض کی وجہ سے ناجائز ہیں ان کی تین صورتیں ہیں پہلا رخصتوں کو عمداً تلاش کرنا یعنی ہر مذہب کی آسان اور نرم باتوں کو بلاضرورت اختیار کرنا کیونکہ یہ سدّ ذریعہ کے اصول کے تحت ناجائز ہے یہ شخص شرعیہ سے آزادی حاصل کرلیتا ہے ۔دوسرا ایساء تلفیق جو حاکم یا قاضی کے حکم کو توڑنے کا سبب بنے۔ کیونکہ حاکم اور قاضی کا حکم رفع اختلاف ہوتا ہے۔ تیسرا وہ تلفیق ہے جو ایسی چیز سے رجوع کرنا لازم کردے جو ایک دفعہ تقلید انجام دی گئی ہے۔ (33)

**تلفیق کے جواز کا اقوال:**

جو علماء تقلید شخصی کو ضروری قرار نہیں دیتے ہیں بلکہ خاص سبب کی وجہ سے تبدیل مذہب کو جائز کہتے ہیں ضروری بات ہے کہ ان کے ہاں تلفیق میں کوئی قباحت نہیں۔ تلفیق کے جواز کا قول (تیسیر علی الناس) لوگوں پر نرمی کے باب سے متعلق ہے۔ حضور ﷺ کا معمول تھا کہ آپؐ اس حکم کو پسند کرتے جو امت کے لئے آسان اور اس میں تخفیف ہو آپ مشقت میں ڈالنے کو ناپسند کرتے تھے۔"(34)

1۔ ابن ہمام تلفیق کے جواز کے بارے میں کہتے ہیں:

"وَيتَخرَّج مِنْهُ جَوَاز اتِّبَاعه رخص الْمذَاهب وَلَا يمْنَع مِنْهُ مَانع شَرْعِي، إِذْ للْإِنْسَان أَن يسْلك الأخف عَلَيْهِ إِذا كَانَ لَهُ إِلَيْهِ سَبِيل بِأَن لم يكن عمل بآخر فِيهِ وَكَانَ صلى الله عَلَيْهِ وَسلم يحب مَا خفف عَلَيْهِم (35)

ترجمہ۔ دوسرے امام کی تقلید سے یہ بات ثابت ہو جاتی ہے۔ کہ رخص میں مذاہب کی اتباع جائز ہے اور اس میں کوئی شرعی منع نہیں ہے اس لئے انسان کے لئے جائز ہے کہ وہ آسان راستہ چنے، شرط یہ کہ گنجائش ہو اور وہ اس طرح کہ اس سے پہلے کسی امام کی رائے پر عمل نہ کر چکا ہو۔ اور حضور ﷺ ان پر آسانی کو پسند کرتے تھے۔

ابن امیر الحاج نے بھی ابن ھمامؒ کے قول کی تائید کی ہے پوری حمایت کے ساتھ مانعین کا رد کیا ہے۔[36]

"علمائے خوازم میں بعض افراد نے امام شافعیؒ کے مسلک پر عمل کرتے ہوئے قرات میں غلطی ہو جانے کی صورت میں نماز کے فاسد نہ ہونے کا حکم لگایا ہے اور اسے اختیار کیا ہے اور وہ کہتے ہیں کہ ہم نے حنفی مسلک کو اس میں اختیار کیا کہ وہ نماز میں سورۃ فاتحہ کی قرات کو فرض نہیں مانتے بلکہ واجب کہتے ہیں۔

شیخ مرعی ابن یوسف کرمیؒ حنبلی کہتے ہیں کہ ایسی تقلید ناجائز ہے جس کی وجہ سے مختلف مذاہب کی تلفیق لازم آئے اس صورت کو تمام مذاہب اور مسالک باطل قرار دیتے ہیں۔ مثلا ایک آدمی نے وضو کیا امام شافعیؒ کی تقلید کرتے ہوئے سر کے ایک بال پر مسح کیا اور احناف کے مسلک کی تقلید کرتے ہوئے مسح ذکر کیا اس حالت میں یہ تقلید درست نہیں ہے۔ اسی طرح ایک آدمی نے وضو میں ایک بال پر مسح کیا ائمہ ثلاثہ کی تقلید کرتے ہوئے اور قرات خلف امام کو ترک کیا ائمہ ثلاثہ کی مخالفت میں، یہاں پر علت بھی واضح لیکن اس میں مسلمانوں کے لئے حرج اور مشقت ہے اس لئے اس قسم کی تلفیق جائز نہیں ہے۔ آگے جا کر کہتے ہیں کہ میرے نزدیک پسندیدہ بات یہ ہے کہ تلفیق میں تقلید جائز ہے شرط یہ کی وہ تتبع رخص کے لئے نہ ہو جو آدمی رخصتوں کو تلاش کرے گا وہ فاسق کہلائے گا لیکن اتفاقی طور پر ایسا ہو وہ منع نہیں ہے۔[37]

ڈاکٹر وھبہ ذحیلیؒ کہتے ہیں: "متاخرین فقہاء مالکیہ کے ہاں راجح اور درست بات یہ ہے کہ تلفیق جائز ہے۔[38]

اسی طرح علامہ دسوقی (م1230ھ) نے بھی جواز کے قول کو ترجیح دیا ہے اور کہتے ہیں کہ اس میں رفع مشقت ہے جو کہ جائز ہے۔[39]

حنابلہ قاضیوں نے ایسے احکام بھی جاری کئے جن میں تلفیق پر عمل ہوا ہے۔[40]

**ثبوتِ تلفیق کے دلائل:**

2۔ شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ اپنی معروف کتاب "حجۃ البالغہ" میں کہتے ہیں۔ چوتھی ہجری سے پہلے لوگ کسی ایک مذہب کے مقلد نہیں ہوتے تھے، اسی طرح ابو طالب مکیؒ نے اپنی کتاب "قوت ا لقلوب" میں لکھتے ہیں۔ بیشک مسائل اور کتابوں کے مجموعے وجود میں آتے تھے، ایک مسلک کے فتاوی یا ایک شخص کے اقوال یا حکایات کو اختیار کرنا، یہ پہلی اور دوسری صدی کے افراد کے پاس کوئی پابندی نہ تھی۔[41]

ائمہ مجتہدین کا ایک دوسرے کی تقلید۔ شاہ ولی اللہؒ فرماتے ہیں کہ "صحابہ اور تابعین میں بہت سے ایسے بھی تھے جو نماز میں بسم اللہ پڑھتے اور بعض نہیں پڑھتے۔ بعض آواز بلند پڑھتے بعض با آواز بلند نہیں پڑھتے، اس طرح کچھ اونٹ کے گوشت کھانے کے بعد وضو کو ضروری جانتے اور بعض ضروری نہیں جانتے تھے اس کے باوجود وہ ایک صف میں ایک امام کے پیچھے نماز پڑھتے تھے۔[42] امام شافعیؒ نے جب امام ابو حنیفہؒ کے قبر کے پاس نماز پڑھی تو فجر کی نماز میں دعائے قنوت ادب اور احترام کی وجہ سے چھوڑ دی۔ اور کہا کہ ہم کبھی اہل عراق والوں کے مسلک پر عمل لیتے ہیں۔[43]

3۔ ائمہ مجتہدین کا دوسروں کے اقتدا سے منع نہ کرنا۔ یہ بات کہاں بھی ثابت نہیں ہے کہ ائمہ اربعہ اور دیگر مجتہدین نے کسی کے مسلک کو غلط قرار دیا ہو یا کسی دوسرے امام کی تقلید سے روکا ہو یا صرف اپنے فقہی مسلک کو دوسروں کے مقابلہ میں صحیح قرار دیا ہو۔ اس کی بڑی مثال یہ ہے کہ جب خلیفہ ہارون الرشید کو امام مالکؒ کی "موطا امام مالک" کی بعض روایات بہت پسند آئی تو انہوں نے امام مالکؒ سے اجازت طلب کی کہ وہ اس کو تمام بلاد اسلامیہ میں پھلا دے اور لوگوں پر لازم کر دے کہ وہ

صرف مالکی فقہ پر عمل کریں باقی مسالک کو ترک کر دے تو اس پر امام مالکؒ نے خلیفہ کی بات سے اتفاق نہیں کیا۔(44)

امام ابو حنیفہؒ فتوی دیتے ہوئے کہتے تھے، یہ ابو حنیفہؒ کی رائے ہے ہماری اجتہاد کے مطابق اچھی ہے اگر دوسر شخص اس سے بہتر رائے قائم کرے صحت کے لحاظ سے تو اسے قبول کر لو۔(45)

## عصر حاضر میں تلفیق کی ضرورت:

ڈاکٹر وہبہ زحیلیؒ لکھتے ہیں کہ تلفیق کا جواز اس کی ممانعت کے قول سے زیادہ قوی ہے۔ اس طرح اگلے صفحہ میں کہتے ہیں کہ شرعا حاکم وقت کے لئے مذاہب شرعیہ میں آسان اقول اختیار کرنے سے کوئی ممانع موجود نہیں۔(46)

ضرورت کے وقت کسی خاص مسئلہ سے نکل جانے کا تعلق اور اس کے جائز ہونے میں اکثر علماء کا اتفاق ہے، جیسے امام زرکشیؒ فرماتے ہیں۔ "أَنْ يَقْصِدَ بِتَقْلِيدِهِ الرُّخْصَةَ فِيمَا هو مُحْتَاجٌ إِلَيْهِ لِحَاجَةٍ لَحِقَتْهُ أو ضَرُورَةٍ أَرْهَقَتْهُ فَيَجُوزُ "(47)

**ترجمہ:** ۔ وہ رخصت کی پیروی اس وقت کر رہا ہے جس میں وہ کسی پیش آمد حاجت یا ضرورت کی وجہ سے اس کا محتاج ہے تو یہ صورت بھی جائز ہے۔

شاہ عبد العزیز دہلویؒ نے کسی کے کہنے پر فرمایا کہ کسی ضرورت کی وجہ سے کوئی حنفی شافعی مسلک کی قول کو اختیار کرلے تو یہ جائز ہے جبکہ کوئی شرعی مسئلہ مجبور کرے اور یہ خواہش نفسانی نہ ہو یعنی ایک امام کے مسلک پر عمل کرتا ہے پھر دوسرے کو آسان جان کر وہاں چلا جائے یہ جائز نہیں ہے۔(48)

اس تفصیل بحث سے اندازہ ہوتا ہے کہ ضرورت کے وقت رخصت (انتقال الی المذہب) اس وقت کیا جاتا ہے جب کہ پیش آمد شرعی حکم میں اس کا محتاج ہے۔ جیسے کہ حضرت تھانویؒ نے فرمایا کہ آج کل معاملات بہت مشکل ہوگئے ہیں۔ دین دار مسلمان تنگی کے شکار ہیں یہ بات تو تجارتی

معاملے میں خاص کر بیع وشراء مضاربت وشراکت میں جہاں عموم بلویٰ ہو وہاں ائمہ اربعہ میں سے عوام کے لئے جس امام کے ہاں گنجائش ہو عوام الناس کے لئے اس کو اختیار کر کے فتوی دے۔[49]

اس طرح کے بہت سے مسائل میں ضرورت کی بنیاد پر حنفی علماء نے کبھی امام مالک بن انسؒ کے مسلک کے مطابق فتوی دیا ہے تو کبھی امام احمد بن حمبلؒ اور امام شافعیؒ کے فقہی مسلک کے اقول کو اختیار کرتے ہو فتاوی دیا ہے جس کی بہت سی مثالیں فتویٰ کے کتب میں موجود ہیں۔

**نتائج بحث :**

تلفیق کے لغوی معانی دو چیزوں کو ملانے کے ہیں جبکہ اصطلاحی معنی کسی ایک مسئلہ میں یا مختلف مسائل میں مختلف مذاہب پر عمل کرنے کا نام ہے اور یہ تقلید ہی ایک صورت ہے۔ قدیم فقہاء لفظ تلفیق کو لغوی معنی میں زیادہ تر استعمال کرتے ہیں اصطلاحی معنی میں نہیں۔ دسویں صدی ہجری کے بعد تلفق علماء کے ہاں اصطلاحی معانی میں مستعمل ہوا ہے۔

تلفیق کے مجوزین کا قول مندرجہ ذیل وجوہ کی بنا پر راجح ہے:

1۔ تلفیق کی ممانعت پر کوئی نص قطعی موجود نہیں ہے۔

2۔ تلفیق کے عدم جواز سے لوگوں کو تنگی کا سامنا کرنا پڑے گا جو شریعت کے مزاج کے خلاف ہے۔

3۔ دور صحابہؓ و تابعین میں کسی متعین مذہب کی تقلید نہیں تھی بلکہ تلفیق کی ہی ایک صورت تھی۔

تلفیق کے جواز اور عدم جواز میں علماء کے تین قول زیادہ اہم ہیں، راجح قول شرائط کے ساتھ جواز کے قائلین کا ہے۔

## حواشی وحوالہ جات

(1)ابن منظور، محمد بن مکرم بن منظور،لسان العرب،ج10ص330:دار صادر بیروت۔

AbnManẓoor, Muhammad abnMukarram, ***Lisān al-Arab,*** Dar Ṣādir, Beurut,Vol:10, p: 330.

(2)مدکور، محمد سلام،ڈاکٹر،مناهج الاجتهاد،ص441،دارالنہضۃالعربیہ مصر1960ء۔

Madkūr, Muhammad Salām, ***Manāhij al-Ijtehād***, Dār al-Nahḍah al-Arabia, Egypt, p: 441.

(3)السفارینی، محمد بن احمد(م1188ھ)،التحقيق فى بطلان التلفيق،ص135،دارالضمینی، ریاض، طبع1998ء۔

Al-Safārīnī, Muhammad abn Ahmad, ***Al-TahqīqueFīButlan al-Talfīque,***Dār al-ḍamīnī, Ri'āḍ, p: 135.

(4)المرغینانی،،برھان الدین أبوالحسن(م:593ھ)، الهداية في شرح بداية المبتدي،مكتبہ شركة علمية، ملتان۔

Al-Marghīnānī, Burhān ad-Dīn, abu'lHasan, ***Al-Hidayah,***MaktabaShirkatIlmiah, Multan.

(5)قلعہ جی، محمد رواس،حامد صادق قنیبی،معجم اللغة الفقهاء،ص44،دارالنفائس1988ء۔

Qil'ajī, Muhammad Rawās, Hamid Ṣadique, ***Mu;jam'l-lughat al-Fuqaha,***Dār al-Nafais, p:44.

(6)الزحیلی،وھبہ،اصول الفقه الاسلامی،ج1ص94،دارالاشاعت کراچی۔

Az-Zuhaili, Wahbah,***Usūl al-Fiqh al-Islamī***, Dar al-Ishā;at, Karachi, pp: 1:94.

(7)البرکتی، محمد عمیم الاحسان،**قواعدالفقہ**،ص79،الصدف پبلشرز کراچی،1986ء۔

Al-Barkati, Muhammad amīm al-Ihsān,***Qawaīed, al-Fiqh,*** al-ṣadaf, Publishers Karachi, p: 79.

(8)السفارینی، محمد بن احمد،التحقيق فى بطلان التلفيق، ص135۔

Al-Safārīnī, Muhammad abn Ahmad, ***Al-TahqīqueFīButlan al-Talfīque,*** P: 135.

(9)عثمانی، ظفر احمد، مولوی، مقدمہ اعلاء السنن، قواعد فی علوم الفقہ،ج2ص189، ادارۃ القرآن والعلوم اسلامیہ کراچی۔

Usmāni, Ẓafar Ahmad, MuqademaI'la' al-Sunan, Idārat al-Qurānwa al-Ulūm al-Islamia, Karachi, pp: 2:189.

(10)بحث نظر پٹنہ، سہ ماہی مجلہ (اپریل تا جون)1990ء، شمارہ9، 92/3۔

BahthNaẓrPathna, SehMāhiMujjala, April-june 1990, vol 9, p:92.

(11) أمیر بادشاہ، محمد أمین بن محمود، البخاري، الحنفي (م:972ھ)، تیسیر التحریر، ج4 ص253-255، دار الفکر، بیروت۔

AmīrBadsha, Muhammad AmīnabnMahmood, al-Hanafī, ***Taysīr al-Tahrīr,*** Dar al-Fikr, pp: 4: 253-255.

(12) محمد بن عبد الرزاق، التلفیق و موقف الاصولیین منه، ص:۱۵۰، وزارة الاوقاف والشؤون الاسلامیہ، کویت، 1434ھ۔

Muhammad abnabd-Durrrazzaque, ***Al-TalfīquewaMawqaf al-Uṣulīēnminhu***,wezarat al awqāfwa al-shu'ūn al-Islamiah, Kuwait, p:150.

(13) السفارینی، محمد بن احمد، التحقیق فی بطلان التلفیق، ص:172۔

Al-Safārīnī, Muhammad abn Ahmad, ***Al-TahqīqueFīButlan al-Talfīque,*** P: 172.

(14) البانی، محمد سعید، عمدة التحقیق فی التقلید والتلفیق، ص98، المکتب الاسلامی، دمشق۔

Albānī, Muhammad Saīd, ***U'mdat al-Tahqīque fi al-Taqlīdwa al-Talfīque,***Al-Maktabal-Islamī, Damascus, p: 98.

(15) السفارینی، محمد بن احمد، التحقیق فی بطلان التلفیق، ص172۔

Al-Safārīnī, Muhammad abn Ahmad, ***Al-TahqīqueFīButlan al-Talfīque,*** P: 172.

(16) البانی، محمد سعید، عمدة التحقیق فی التقلید والتلفیق، ص:۹۵-۹۸۔

Albānī, Muhammad Saīd, ***U'mdat al-Tahqīque fi al-Taqlīdwa al-Talfīque,*** p: 95-98.

(17) دہلوی، شاولی اللہ، (م:۱۱۷۶ھ)، **الانصاف فی بیان سبب الاختلاف** (اردو)، ص58،59، علماء اکیڈیمی محکمہ اوقاف، لاہور۔

Dehlavi, Shah Wali Allah, ***Al-Insāf fi Bayānasbāb al-Ikhtilāf (Urdu),***U'lāma academy, MahkamaAuqaf, Lahore, p: 58,59.

(18) ابن امیر الحاج، محمد بن محمد، **التقریر والتحریر فی علم الاصول**، ج3 ص375، طبع 1417ھ دار الفکر بیروت۔

AbnAmīr al-Haj, Muhammad abn Muhammad, ***Al-Taqrīrwat-Tahrīr fi I'lm al-Uṣūl,*** Dar al-Fikr, Beirūt, vo: 3, p:375.

(19) القرافی، الاحکام فی تمیز الفتاوی عن الاحکام، ص250، دار الکتب العلمیہ بیروت۔

Al-Qarāfī, ***Al-IhkāmfīTamīz al-Fatāwā 'an al-Ahkām,*** Dar al-Kutub al-Ilmiah, Beirūt, p: 250.

(20) وھبۃ الزحیلی، الفقہ الاسلامی وادلتہ 1:96، دار الاشاعت کراچی۔

Az-Zuhaili, Wahbah,***al-Fiqh al-Islamī,*****waAdillatuhu,** Dar al-Ishā;at, Karachi, pp: 1:96.

(21)ایضاً، ا: ۱۹۱۔

IBID, 1: 191.

(22)ایضاً، ا: ۸۸۔

IBID, 1: 88.

(23)الزرکشی، بدر الدین محمد بن بہار، البحر المحیط فی الاصول الفقہ، 4: 600، دار الکتب العلمیہ بیروت 2000ء۔

Al-Zarkashī, Badr ad-Dīn, Muhammad abnBehār, ***Al-Bahr al-MuhītueftīUṣūl al-Fiqh,*** Dar al-Kutub al-Ilmiah, Beirūt, vol, 4, p: 600.

(24)عثمانی، ظفر احمد، مقدمہ اعلاء السنن، 2: 197، ادارالقرآن والعلوم الاسلامیہ، کراچی۔

U'smānī, Zafr Ahmad***, MuqaddimaI'lāus-Sunan,***Idārat al-Qur'ānwa al-'ulūm al-Islamia, Karachi, vol: 2, p: 197.

(25)السبکی، تاج الدین، الاشباہ والنظائر، 1: 59، دار الکتب العلمیہ بیروت، 1991ء۔

Al-Subkī, Taj ad-Dīn, ***Al-ashbāhwa al-Naza'ir,*** Dar al-Kutub al-Ilmiah, Beirūt, vol, 1, p: 59.

(26)وھبۃ الزحیلی، الفقہ الاسلامی وادلتہ 1: 86۔

Az-Zuhaili, Wahbah,***al-Fiqh al-Islamī,waAdillatuhu,***Dar al-Ishā;at, Karachi, pp: 1:86.

(27)مناوی، عبد الروف، فیض القدیر شرح جامع الصغیر، 1: 272، دار الکتب العلمیہ بیروت، 1964ء۔

Manāwī, Abd al-Rau'f, ***Faiḍ al-QadīrshrhJami'a al-Ṣaghīr,*** Dar al-Kutub al-Ilmiah, Beirūt, vol, 1, p: 272.

(28)دہلوی، شاہ ولی اللہ، حجۃ البالغہ، 1: 457 ء، دار احیاء العلوم بیروت 1992ء۔

Dehlavi, Shah Wali Allah,***Hujat al-Baligha,*** Dar Ihya' al-Ulūm, Beirūt, vol:1, p: 457.

(29)السبکی، عبد الوہاب، جمع الجوامع، 2: 302، مکتبۃ الحلبی، القاہرہ۔

Al-Subkī, Abd al-Wahāb, ***Jam'al-Jawam'a,***Maktaba al-Halbī, al-Qahra, vol: 2, p: 302.

(30)وھبہ الزحیلی، الفقہ الاسلامی وادلتہ 1: 85۔

Az-Zuhaili, Wahbah,***al-Fiqh al-Islamī,*****waAdillatuhu,** Dar al-Ishā;at, Karachi, pp: 1:85.

(31)وھبہ الزحیلی، اصول الفقہ الاسلامی، 2: 1142۔

Az-Zuhaili, Wahbah,***al-Fiqh al-Islamī,*****waAdillatuhu**, vol: 2: p:1142.

(32)الحصكفي، محمد بن علي بن محمد، الحنفي(1088ھ)، درمختار مع حاشيةردالمختار، 1: 75، دار الكتب العلمية، بیروت، 1423ھ۔

Al-Khaṣkafī, Muhammad abn Ali, al-Hanafī, ***DurMukhtārm'aHashi'ah Rad al-Mukhtār,***Dar al-Kutub al-Ilmiah, Beirūt, vol, 1, p: 75.

(33)البانی، محمد سعید بن عبد الرحمن، عمدۃ التحقیقفیالتقلیدوالتلفیق، ص187، دارالقادری، دمشق 1997ء۔

Albānī, Muhammad Saīd, ***U'mdat al-Tahqīque fi al-Taqlīdwa al-Talfīque,*** p: 187.

(34)ابن امیر الحاج، محمد بن محمد، التقریر والتحریر فی علم الاصول، 3: 373۔

AbnAmīr al-Haj, Muhammad abn Muhammad, ***Al-Taqrīrwat-Tahrīr fi I'lm al-Uṣūl,***vo: 3, p: 373.

(35)ابن ھمام، کمال الدین محمد بن عبد الواحد الحنفی (م 861ھ)، کتاب التحریر ،4: 254، مصطفی البانی مصر، 1351ھ۔

بأمیر بادشاہ، محمد أمین بن محمود البخاري الحنفي (المتوفى: 972ھ) تیسیر التحریر، 4: 254: دارالفکر بیروت

(36)أمیر بادشاہ، محمد أمین بن محمود، البخاري، الحنفي (م: 972ھ)، تیسیر التحریر، 4: 252۔

AmīrBadsha, Muhammad AmīnabnMahmood, al-Hanafī, ***Taysīr al-Tahrīr,*** Dar al-Fikr, pp: 4: 252.

(37)سفارینی، التحقیق فی بطلان التلفیق، ص159۔

Al-Safārīnī, Muhammad abn Ahmad, ***Al-TahqīqueFīButlan al-Talfīque,*** p: 159.

(38)وھبہ الزحیلی، الفقہ الاسلامیہ وادلتہ، 1: 88۔

Az-Zuhaili, Wahbah,***al-Fiqh al-Islamī,*****waAdillatuhu**, vol: 1: p:88.

(39)الدسوقی، محمد بن احمد، حاشیۃ الدسوقی، 2: 52۔ طبع دار الکتب العلمیہ، بیروت۔

Ad-Dusūqī, Muhammad abn Ahmad,***Hashiat'uDusūqī,***Dar al-Kutub al-Ilmiah, Beirūt, vol, 2, p: 52.

(40)وھبہ الزحیلی، الفقہ الاسلامیہ وادلتہ 1: 86۔

Az-Zuhaili, Wahbah,***al-Fiqh al-Islamī,*****waAdillatuhu,**vol: 1: p:86.

(41)دہلوی، شاہ ولی اللہ، حجۃ البالغہ، 1: 585۔

Dehlavi, Shah Wali Allah,***Hujat al-Baligha,***vol: 1, p: 585.

(42)دہلوی، شاہ ولی اللہ، الانصاف فی بیان سبب الاختلاف، ص 59۔

Dehlavi, Shah Wali Allah, ***Al-Insāf fi Bayānasbāb al-Ikhtilāf (Urdu),*** p: 59.

(43)ایضًا۔

IBID.

(44)ابن عابدین الشامی، حاشیۃ ردالمختار، 1: 68، دارالفکر، بیروت، 1412ھ۔

AbnĀbidīn, ***Hashiah Rad al-Mukhtār,*** Dar al-Fikr, Beurūt, vol: 1, p: 68.

(45)البانی، سعید بن عبد الرحمن بن عثمان، عمدة التحقيق فى التقليد والتلفيق، ص39۔

Albānī, Muhammad Saīd, ***U'mdat al-Tahqīque fi al-Taqlīdwa al-Talfīque,*** p: 39.

(46)وھبہ الزحیلی، الفقہ الاسلامیہ وادلتہ، 1: 95،94۔

Az-Zuhaili, Wahbah,***al-Fiqh al-Islamī,*****waAdillatuhu,**vol: 1: p:94, 95.

(47) الزركشي، بدر الدين محمد بن بهادر بن عبد الله (المتوفى:794ھ) البحر المحيط في أصول الفقه، 4:600، دار الكتب العلمية، بيروت، لبنان 1421ھ

(48)دہلوی، شاہ عبد العزیز، ملفوظات، ص90 ، کتاب محل دربار، لاہور پاکستان۔

Dehlavī, Shah Abd al-Azīz, ***Malfūzāt,***KitābMahl, Lahore, p: 90.

(49)ماہنامہ البلاغ کراچی، مفتی اعظم نمبر ص419۔

Mahnāna***Al-Balāgh,*** Karachi, Mufti Āzam number, p: 419.